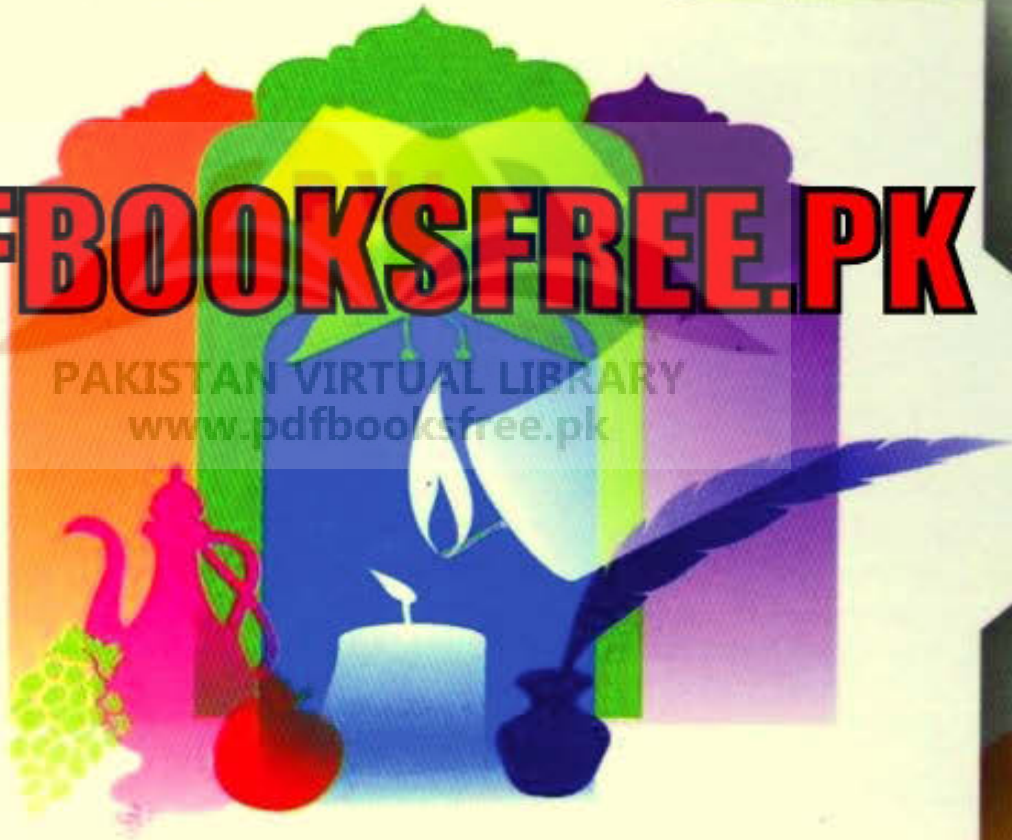
خادمِ خاص



اشفاق احمد خاں

دارالسلام
DARUSSALAM

سلسلہ دورِ نبوت کے بچے 10

خادمِ خاص



انس بن مالک



اشفاق احمد خاں



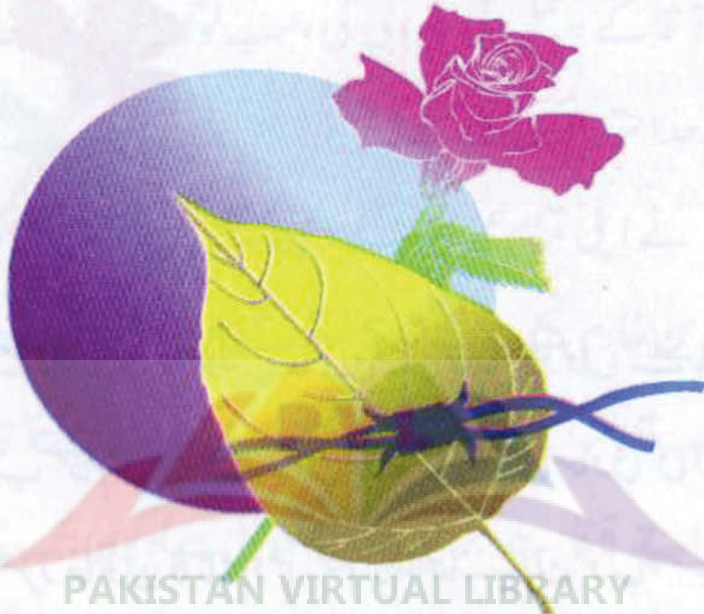
دارُالسّلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ھیوسٹن • نیو یارک



مدینہ منورہ میں ایک دور اندیش خاتون تھیں۔ عام لوگوں سے بالکل مختلف' اُن کی فہم و فراست کو سب تسلیم کرتے تھے۔ اُن کے مزاج میں سادگی تھی اور فطرت میں نیکی کی خوشبو۔ اُس معزز خاتون کا نام اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ اُن خوش قسمت مسلمان عورتوں میں سے ایک تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ انھوں نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی' چوری نہیں کریں گی' اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی' کسی پر بہتان نہیں لگائیں گی' اور اللہ کے رسول ﷺ جو حکم دیں گے اُس کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اس نیک بخت خاتون نے بیعت کرتے وقت جو عہد کیا تھا' اُس کا ہر طرح سے لحاظ رکھا۔ اس عہد نے اُن کے اندر نیکی کا اجالا بھر دیا تھا۔ آخرت کے مقابلے میں انھیں دنیا کی کوئی پروا نہیں تھی۔

اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہہ چکی تھیں۔

لیکن اُن کا خاوند ابھی تک کفر کی حالت میں تھا۔ اسلام کی سچائی اُس پر ابھی تک عیاں نہیں ہو پائی تھی۔ وہ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے پر شدید ناراضی کا اظہار کر رہا تھا۔ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا دلی طور پر یہ چاہتی تھیں کہ اُن کا خاوند بھی ہدایت کا راستہ اپنا لے۔ ایمان

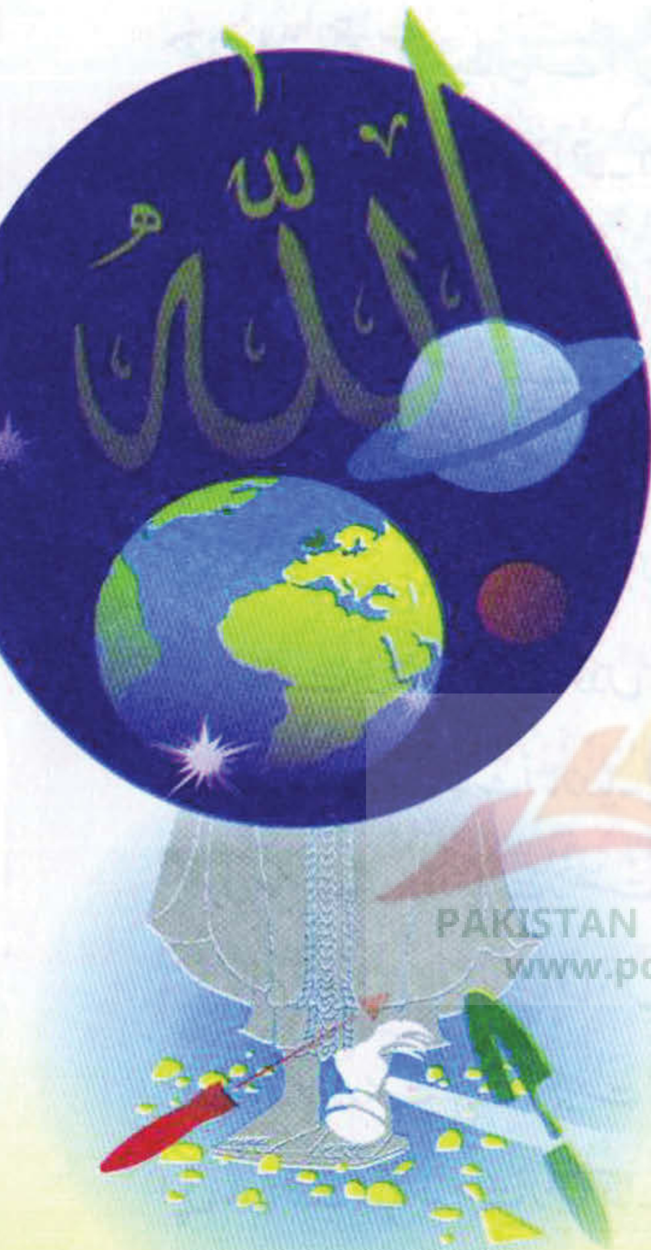


کی جو مٹھاس اُن کو نصیب ہوئی ہے، وہ بھی اس میں سے اپنا حصہ پا لے، لیکن اُن کا خاوند کفر کے راستے پر قائم رہا۔ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا نے انھیں سمجھانے کی کوشش کی:

''آپ کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے' شعور دیا ہے' پھر آپ پتھر سے بنے معبودوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟''

''یہ ہمارے آباء واجداد کے زمانے سے اب تک ہمارے معبود رہے ہیں' میں ان کو کیسے چھوڑ دوں؟'' اُن کے خاوند نے جواب دیا۔

''اِن بتوں نے نہ اُن کو فائدہ پہنچایا' نہ آپ کو۔ یہ آپ کو کسی قسم کا نفع ونقصان



پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ کیا یہ بت آپ کو پیدا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ انھیں ہم جیسے عام انسان ہاتھوں سے تراشتے ہیں۔'' اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا نے دلیل پیش کی۔

''نہیں، ہرگز نہیں! تم ہمارے دیوتاؤں کو برا بھلا کیوں کہتی ہو۔ انھیں سب اختیار حاصل ہے۔'' اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کے خاوند نے کہا۔

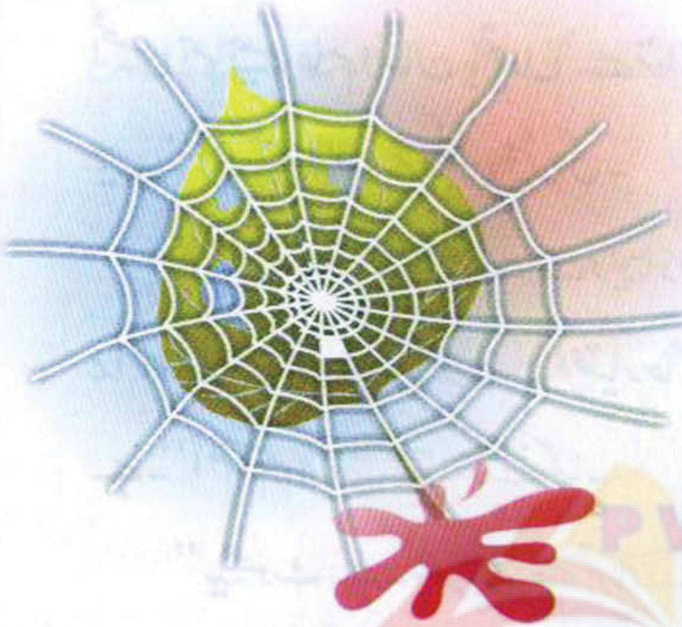
''یہ جھوٹ ہے۔ پتھر کے بنے تمہارے یہ معبود ناک پر بیٹھی مکھی تو اڑا نہیں سکتے۔ معبود تو وہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا۔ ہمیں رزق عطا کیا۔ ہمارے چلنے کے لیے زمین کو فرش بنایا اور جس نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو بلند کیا۔''

اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کا دکھ اپنی انتہا کو پہنچ رہا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولیں:

''افسوس ہے آپ پر' اوس اور خزرج جیسے قبیلے بھی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں' آپ اُن کی طرح جلدی کیوں نہیں کرتے۔''

لیکن وہ بضد ہو کر گمراہی پر جما رہا۔ وہ جھوٹے معبودوں کو اپنا سچا معبود سمجھتا رہا۔

حقیقت تو یہ تھی کہ شیطان نے اُس کی بینائی پر پردہ ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ہدایت کے نور کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اُسے اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کی بات کوڑے کی طرح لگتی تھی۔



شوہر نے جب دیکھا کہ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا اپنے دین پر بہت مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں، تو غصے کی حالت میں مدینہ منورہ چھوڑ کر اس نے شام کا سفر اختیار کیا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ڈاکوؤں نے حملہ کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ یوں کفر کی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا تھا جس کا نام انس تھا۔ وہ بہت خاموش طبع لڑکا تھا۔ وہ بہت سوچ سمجھ کر اور بہت کم بولتا۔ طبیعت میں قدرے شرمیلا پن بھی تھا، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی ماں سے بے حد محبت رکھتا تھا۔ ہمیشہ اُن کی فرمانبرداری کرتا۔ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا چونکہ



بہت اچھی مسلمان خاتون تھیں، اس لیے انھوں نے اپنے بیٹے کی تربیت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اُس کے اندر دین سے محبت کا جذبہ جگایا۔ اُس کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کو خود جتنی بھی آیات اور سورتیں یاد تھیں، وہ انس رضی اللہ عنہ کو بھی حفظ کروائیں۔ احادیثِ رسول بھی اس کو ذہن نشین کرنے میں مدد دی۔ اسی بنا پر انس رضی اللہ عنہ کے اندر علم حاصل کرنے کا جذبہ بیدار ہو گیا اور اُس نے بڑے بڑے علما کی مجالس میں شریک ہو کر علم حاصل کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اُس وقت وہ ابھی کم عمر تھے۔

اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا، علم کے لیے انس رضی اللہ عنہ کا شوق دیکھ کر خوش ہوتی رہتی تھیں۔ اپنی فہم و فراست سے وہ اس بات کو سمجھ چکی تھیں کہ انسان اپنی حقیقت کو تب ہی پا سکتا ہے جب وہ اپنے دین اور اخلاق میں بلند ہو گا، اور یہ بلندی بھی تب ہی مقدر بنتی ہے جب کوئی اچھا رہبر مل جائے۔ اس نکتے کو پا کر اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا سوچ میں پڑ گئیں۔ پوری زمین کے انسانوں میں اس وقت سچے رہبر ایک ہی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو کیا وہ انس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں، وہ فوراً ایک فیصلے پر پہنچ گئیں۔



ایک دن اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا نے اپنے لاڈلے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ اُس وقت انس رضی اللہ عنہ کی عمر صرف آٹھ برس تھی۔ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

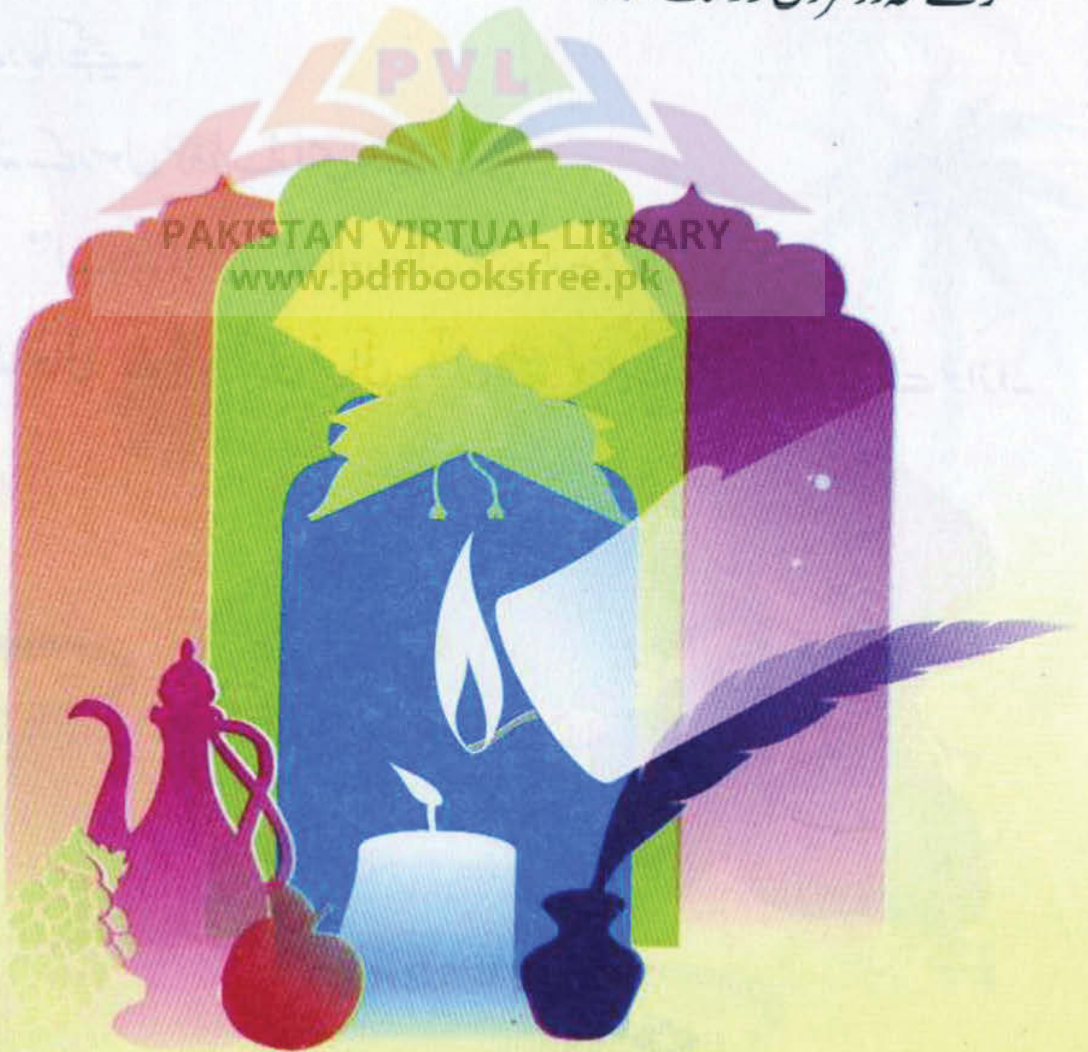
''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انصار کا کوئی فرد پیچھے نہیں رہا' ہر مرد عورت نے آپ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر رکھا ہے۔ میں تہی دست ہوں۔ میرے پاس مال و دولت یا جائیداد بھی نہیں ہے جو میں آپ پر لٹا دوں۔ میری ساری دولت، یہ میرا بیٹا انس ہے' یہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ اس کو اپنی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ یہ ہمیشہ آپ کی خدمت کے لیے مستعد رہے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا کا مقصد پا گئے۔ وہ یقینی طور پر یہی چاہتی تھیں کہ



اُن کا بیٹا، آپ ﷺ کی صحبت میں ہر وقت حاضر رہے، تاکہ دین کا علم زیادہ سے زیادہ سیکھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اَنس رضی اللہ عنہ کو اپنی خدمت کے لیے قبول فرما لیا۔ یہیں سے انس رضی اللہ عنہ کے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے دروازے کھلتے ہیں۔ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے سے اُن کا دین، اخلاق اور علم بلند تر ہوتا چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ، انس رضی اللہ عنہ کی ہر لحاظ سے دیکھ بھال فرماتے۔ گفتگو کے عمدہ آداب سکھائے۔ نماز پڑھنے کا عمدہ طریقہ سکھایا، چنانچہ انس رضی اللہ عنہ نماز اس طرح ادا کرتے کہ دوسروں کو رشک آتا۔



انس رضی اللہ عنہ کو دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دس سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خادم سمجھ کر کبھی مارا اور نہ ہی کبھی ان کو بلند آواز میں ڈانٹا۔

بلکہ کبھی کبھی انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مذاق بھی فرما لیتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کو پکارا: ''اے دو کانوں والے!''

انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا ایک دفعہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ' یہ آپ کا خادم انس (رضی اللہ عنہ) حاضر ہے' اس کے لیے دعا کیجیے۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت دعا کی:

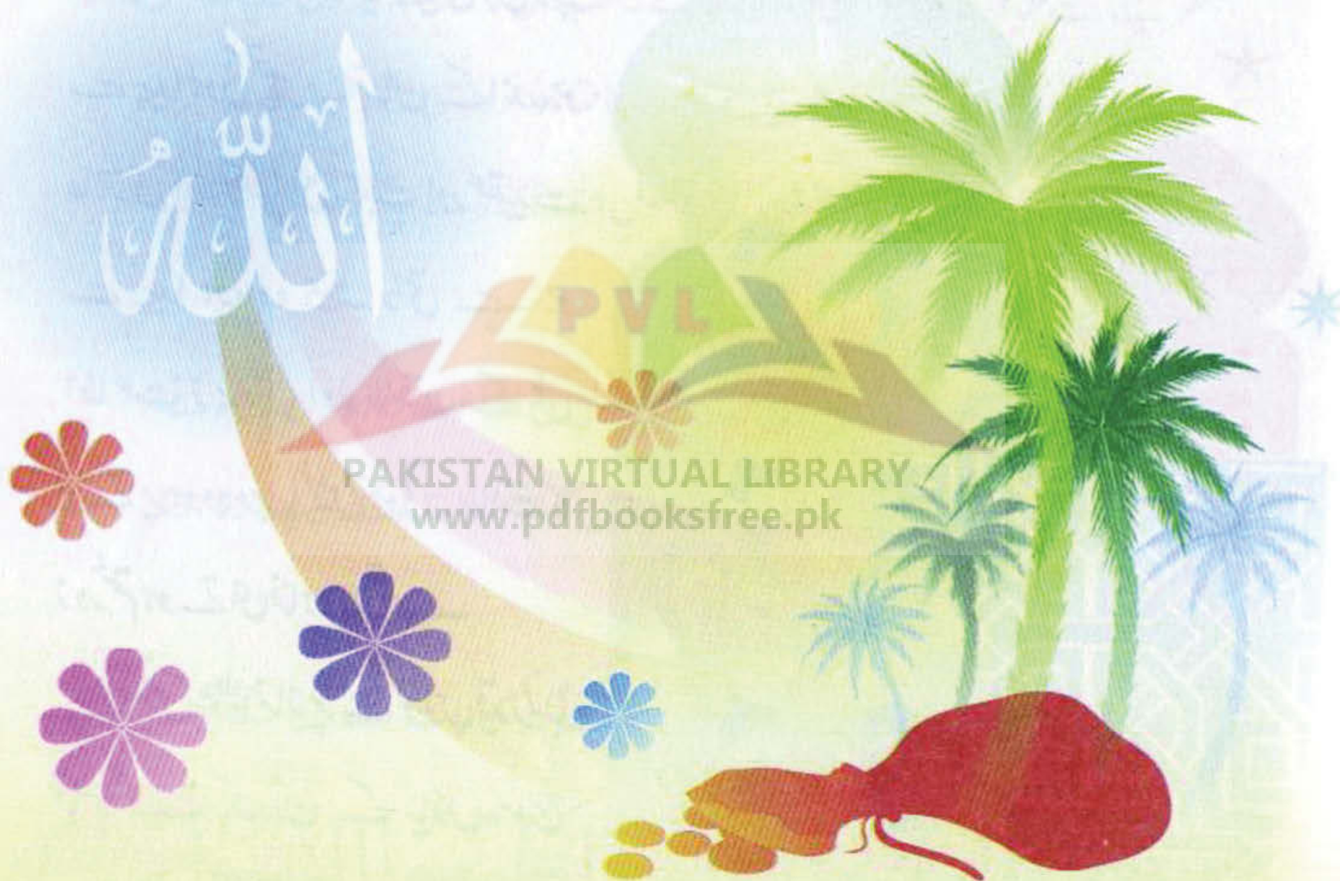
''اے اللہ! انس کے جان و مال میں برکت فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ انس رضی اللہ عنہ کو بہت مال و دولت سے نوازا۔



اِس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک ایسے باغ سے نوازا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔ اُس باغ کے پھولوں سے ایسی خوشبو آتی تھی جو کستوری کی مانند باغ کو مہکائے رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں وسیع خاندان عطا کیا۔

انس رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ انصار میں سب سے زیادہ مال دار میں ہوں۔



ایک دفعہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میری بیٹی نے خبر دی ہے کہ حجاج بن یوسف کے بصرہ آنے سے پہلے پہلے میری اولاد میں سے ایک سو انتیس (129) افراد وفات پا چکے ہیں۔

آپ ﷺ کی قربت نے انس رضی اللہ عنہ کو تقویٰ اور پرہیز گاری کا پیکر بنا دیا تھا۔ ان کے اندر عاجزی اور انکساری اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دنیا کے افضل ترین انسان محمد ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو جس شفقت اور محبت سے نوازا تھا یہ خوبیاں اسی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ انسان کے اندر جو عاجزی اور انکساری، محبت اور عقیدت سے پیدا ہو، وہ ہمیشہ رہتی ہے۔ جو اطاعت زبردستی اور طاقت کے بل بوتے پر ہو وہ دیر پا نہیں ہوتی۔ طاقت کا زور ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے۔



انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو اس قدر لمبا قیام کرتے کہ اُن کے پاؤں سوج جاتے۔ انھوں نے چونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز کا طریقہ سیکھا تھا' اس لیے ان کی نماز سب سے بہتر ہوتی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہت زیادہ ملتی جلتی نماز پڑھتے ہوئے انس ہی کو دیکھا ہے۔" (یعنی انس رضی اللہ عنہ کی نماز، نمازِ نبوی سے زیادہ مشابہ ہے)

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس طریقے سے عبادت کی، انس رضی اللہ عنہ اُس طریقے سے عبادت کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ سب ہی کا کہنا تھا کہ کون ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ عبادت جانتا ہو، خود انس رضی اللہ عنہ فرماتے:

"مجھ سے علم حاصل کرو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ علم حاصل کیا، اور انھوں نے اللہ سے حاصل کیا ہے۔

لوگو! ایسی عبادت جس میں اللہ کے رسول کی اطاعت نہ ہو، اس کا کرنے والا اللہ سے دور ہو جاتا ہے، حالانکہ اُس کا مقصد اللہ کے قریب ہونا ہوتا ہے۔"

انس رضی اللہ عنہ اس بات سے بہت ڈرتے تھے کہ کسی بات سے اُن کے نیک اعمال



برباد نہ ہو جائیں۔

انس رضی اللہ عنہ ہمیشہ اللہ کی رضا کے طلب گار رہتے اور نافرمانی کا ڈر اپنے دل میں



رکھتے۔ اسی بنا پر وہ بہت کم بولتے تھے۔ یہ چیز بھی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بلاضرورت گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبان کی حفاظت کا حکم یوں فرماتے: جو زیادہ باتیں کرتا ہے اُس سے زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں اور جس سے زیادہ غلطیاں ہوں اُس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہو جائیں اُس کے لیے آگ بہتر ہے۔

انس رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روزے رکھتے تھے۔ جب آپ بوڑھے ہو گئے، جسم میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہی تو کھانا تیار کر کے مسکینوں کو کھلا دیتے۔ ایوب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ جب روزہ رکھنے سے عاجز آ گئے تو انھوں نے ایک بڑے برتن میں ثرید تیار کروایا، پھر تیس مسکینوں کو بلا کر انھیں کھلایا۔ (ثرید ایک قسم کا کھانا ہے جو شوربے وغیرہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر تیار کیا جاتا ہے)

عبادت، تقویٰ اور پرہیز گاری میں اتنا مقام حاصل ہونے کے باوجود انس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے خوف سے لرزتے رہتے تھے اور اپنی تمام تر عبادت کے باوجود وہ جنت کے حصول کے بارے میں پُر یقین نہیں تھے۔ اسی لیے ایک دن انھوں نے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت یعنی قیامت کے روز بخشش کی دعا کے لیے درخواست کی۔



اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ضرور کروں گا۔"

انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیامت کے روز آپ کو کہاں تلاش کروں؟"

فرمایا: "سب سے پہلے پل صراط پر میرا انتظار کرنا۔"

انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر وہاں آپ سے ملاقات نہ ہوسکی تو پھر؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں میزان کے پاس ہوں گا۔''

انس رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: ''اگر میزان کے پاس بھی ملاقات نہ ہوسکی تو پھر؟''

فرمایا: ''میں حوضِ کوثر کے پاس ہوں گا۔ ان تینوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ضرور تم مجھے قیامت کے دن پالو گے۔''



انس رضی اللہ عنہ بہترین تیر انداز تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کا تیر راہ سے بھٹکا ہو، وہ ہمیشہ نشانے پر لگتا تھا۔ انھوں نے ستائیس جنگوں میں حصہ لیا۔ تُستَر کی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ ہی نے ہرمزان کو پکڑ کر عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور ہرمزان نے اس موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا۔



انس رضی اللہ عنہ ہمیشہ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو بن کر مہکتے رہے۔ جب بھی گفتگو کرتے، بھلائی کی باتوں کے سوا کوئی بات نہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق اور ان کا خادمِ خاص ہونے کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں انھیں ممتاز مقام حاصل تھا۔ سب کے دلوں میں اُن کا بے حد احترام تھا۔

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اُن کی طرف ایک قاصد بھیجا تاکہ اُن کو بحرین کا عامل بنایا جائے۔ اسی اثنا میں عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے مشورہ کیا کہ میں انس رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیج رہا ہوں، آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟"



عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے فیصلے کی تائید کرتے ہوئے کہا: ''اُن کو اس کام پر ضرور روانہ فرمائیں کیونکہ وہ سب سے زیادہ عقلمند ہیں اور لکھنا پڑھنا بھی جانتے ہیں۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کا بہت زیادہ احترام کرتے۔ خود انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے صدقات کا عامل بنایا۔ وہ اس دنیا سے چلے گئے، لیکن میں اسی طرح عامل برقرار رہا۔

ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! ہمارے پاس مال لے کر آئے ہو؟''

عرض کی: ''جی ہاں!''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ ہمارے پاس لاؤ، لیکن یہ مال آپ کے لیے ہے۔''

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے امیر المومنین! یہ تو ضرورت سے زیادہ ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگرچہ زیادہ ہے، لیکن یہ آپ کے لیے ہی ہے۔''

اس مال کی قیمت چار ہزار درہم یا دینار تھی۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ میری ہر لحاظ سے خدمت کرتے اور فرماتے: "میں نے انصار کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خدمت انجام دیتے کہ ان کے علاوہ میں نے کسی کو ایسی خدمت کرتے نہیں دیکھا۔"

ہر انصاری انس رضی اللہ عنہ کی خدمت کر کے فخر محسوس کرتا۔ ثابت رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، وہ جب انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اُن کے ہاتھ کو بوسہ دیتے۔ جمیلہ جو انس رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں، وہ کہتی ہیں کہ جب ثابت رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو انس رضی اللہ عنہ مجھے حکم دیتے:

"اے جمیلہ! مجھے کچھ خوشبو دیجیے تاکہ میں اپنے ان ہاتھوں پر لگا لوں، کیونکہ ثابت اُس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک وہ میرے ہاتھ کو بوسہ نہ دے لیں، کیونکہ ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ یہ وہ ہاتھ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو چھوا ہے۔"





انس رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور محبت رکھنے والے دل کے مالک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے جسم میں خون بن کر دوڑ رہی تھی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چھوا جو ریشم سے بھی زیادہ نرم تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بہتر خوشبو کوئی نہیں پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انس رضی اللہ عنہ کے لیے قیامت سے کم نہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے، زاروقطار رو پڑتے، ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ اسی محبت کی بنا پر انھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار ہوتا رہتا تھا۔

مثنیٰ بن سعید زراع رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھے دیدار نہ ہوا ہو۔ جب وہ خواب بیان فرماتے تو رو پڑتے، پھر کہتے: مجھے اُمید ہے کہ میں جلد اللہ کے

رسول ﷺ سے ملنے والا ہوں۔ میں اُن سے ملتے ہی کہوں گا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کا ادنیٰ خادم انس ہوں۔''

یہ تھی انس رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے لیے بے لوث محبت۔ جب اُن کا آخری وقت قریب آیا تو کہا کہ مرتے وقت بھی میرے پاس قبر میں کوئی ایسی چیز ضرور ہو جس سے اللہ کے محبوب ﷺ کی یاد تازہ رہے۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے' مرنے کے بعد اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔'' پھر فرمایا: ''میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک

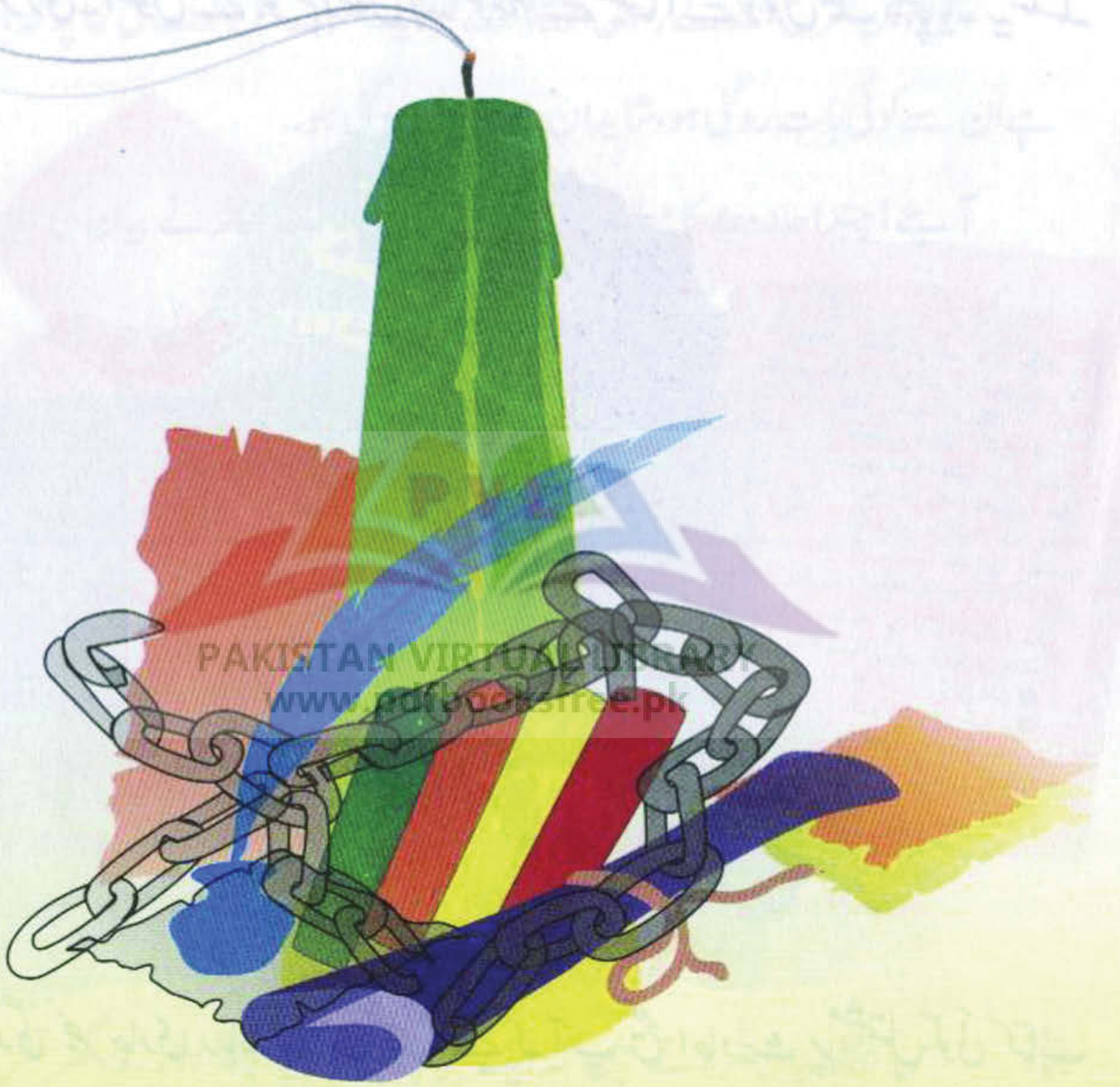


چھوٹی لاٹھی ہے اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا تا کہ ان کی وجہ سے نبیؑ اکرم ﷺ سے میری محبت کا مزید اظہار ہو جائے۔ جس طرح مجھے اُن سے دنیا میں محبت تھی مرنے کے بعد بھی یہ محبت جاری رہے۔"

90 سال کی عمر میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کو بصرہ میں دفن کیا گیا۔



قتادہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اس وقت مورق عجلی رحمۃ اللہ نے کہا: ''آج دنیا سے آدھا علم رخصت ہو گیا ہے''۔



سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام عمر دینِ اسلام کے لیے وقف کر دی تھی۔ کبھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی حیثیت سے نظر آتے ہیں تو کبھی ایک شاگرد کی طرح، اور

کبھی ایک عابد (بہت زیادہ عبادت کرنے والے) کی طرح نظر آتے، وہ رسولِ کریم ﷺ کی پیروی کرنے میں ہر وقت مصروف رہتے۔ اُن کی زندگی ایک اُستاد کی طرح بھی گزری۔ انھوں نے جو علم رسول اللہ ﷺ سے سیکھا اُسے لوگوں تک پہنچایا۔ یہ سلسلہ



زندگی بھر جاری رہا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ صحیح احادیث پر مشتمل کوئی کتاب اٹھائیں، پھر اس میں خادمِ رسول (ﷺ) جیسے عظیم صحابی کا نام نہ پائیں۔

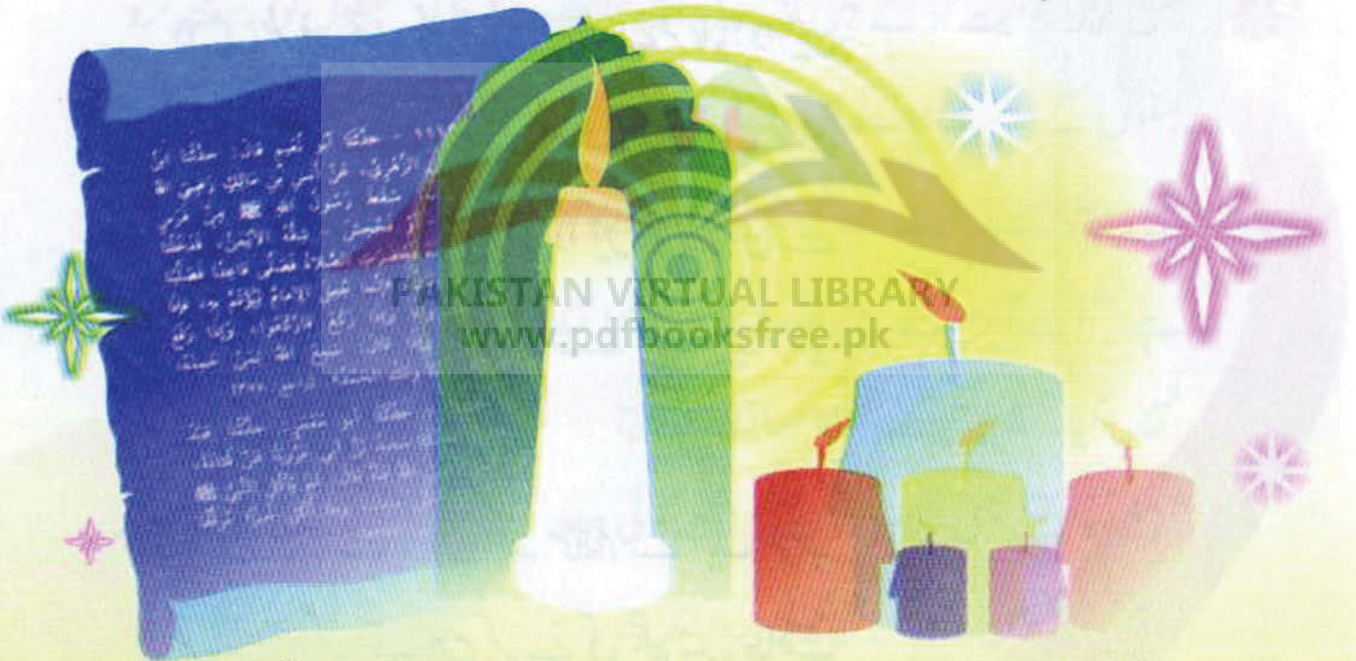
سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں احادیث بیان کی ہیں۔ آپ صرف وہی حدیث بیان کرتے تھے جس کے صحیح ہونے پر انھیں پختہ یقین ہوتا تھا۔ اس قدر احتیاط اور یقین

کے باوجود حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے:

"اَوْ کَمَا قَالَ نَبِیٌّ ﷺ۔"

یعنی جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ صرف اس خوف کی بنا پر کہ ہوسکتا ہے ان سے کوئی بات رہ گئی ہو، شاید ان سے بھول ہوگئی ہو۔

آیئے! چند احادیث کا مطالعہ کریں جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہیں، اور اُن کی مدد سے اپنی زندگی کے معاملات کو درست کرنے کی کوشش کریں۔



انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور پانی طلب کیا۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی، اس کا دودھ دوہا۔ پھر میں نے اس میں پانی ملا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے

بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک دیہاتی آپ کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ دودھ پی کر فارغ ہوئے تو کچھ دودھ پیالے میں باقی بچ گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجیے۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے دیہاتی کو عطا فرمایا کیونکہ وہ دائیں طرف تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دائیں طرف بیٹھنے والے، دائیں طرف بیٹھنے والے ہی حق رکھتے ہیں۔ پس خبردار! دائیں طرف ہی سے شروع کیا کرو۔ پھر انس رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: یہی سنت ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ”اگر ایک کام کرنے کی تجھ میں طاقت ہو تو ضرور کرو۔ جب تو صبح یا شام کرے تو تیرے دل میں کسی کے متعلق کچھ نہ ہو (یعنی کسی کے خلاف کینہ، حسد اور بغض وغیرہ نہ ہو)۔“

- انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔
- انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ پوری زندگی چوڑی پتلی روٹی میسر نہ ہوئی۔
- انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو درست کرو صفوں کے درست ہونے ہی سے نماز ہوتی ہے۔“

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے آدم کے بیٹے! تو نے مجھے پکارا نہیں، میری طرف تو نے رجوع ہی نہیں کیا۔ میں تیرے گناہ معاف کر دیتا خواہ وہ کتنے بھی زیادہ ہوتے۔ مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں، مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں۔



اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمانوں کے کناروں تک بھی جا پہنچیں اور تو مجھ سے معافی مانگ لے تو میں تیرے تمام گناہ معاف کر دوں گا' مجھے ایسا

کی ایمان افروز بات سن کر فرمایا:

''بہت خوب! یہ بہت نفع بخش مال ہے، یہ بہت نفع بخش مال ہے۔''

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے محبت کے ساتھ کہا:

''ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ)، میرا خیال ہے، آپ اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں۔''

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول ﷺ، جس طرح آپ پسند فرمائیں۔''

پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے عزیز واقارب اور چچا زاد بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

کرنے میں کسی کی کوئی پروا نہیں۔

اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین بھر کے گناہ لے آئے، اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تیرے تمام گناہوں کو معاف کر دوں گا۔"

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے انصار میں سب سے زیادہ مالدار صحابی تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات بھی تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ پیارا باغ "بَیْرُحَاء" تھا جو مسجد نبوی کے بالکل سامنے واقع تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جاتے، وہاں میٹھا پانی پی کر اللہ کا شکر ادا کرتے۔ اس باغ کا پانی بہت مزیدار اور خوشبو والا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾

ترجمہ: تم اتنی دیر تک نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی راہ میں وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہو۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب مال "بیر حاء" باغ ہے۔ میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اللہ سے اس کے بدلے ثواب کا طلب گار ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جس طرح چاہیں اس کو تقسیم کر دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوتے تو اللہ کے حضور دعا کرتے:

''اے میرے پروردگار! تو میرا حامی و ناصر ہے، تیری رضا کے لیے، میں میدانِ جنگ میں کود پڑتا ہوں۔ تیرے دین کی خاطر میں جگہ جگہ گھومتا ہوں اور تیری رضا کے لیے ہی جہاد کرتا ہوں۔''

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت کے عذاب سے بچا لینا۔






خادمِ خاص

یہ ہمارا معاشرتی المیہ ہے

بوسیدہ اور فرسودہ روایات کا حصہ ہے کہ

خادم، غلام اور نوکر معاشرے کا ادنیٰ کردار ہیں

قربان جائیں اُس عظیم انسان کے جس نے اپنے طرزِ عمل سے

ایک عام سے خادم کو "خاص خادم" بنا دیا

جس نے خدمت کو بھی عبادت بنا دیا

جس نے غلامی کو حسن سلوک سے آزادی کا خوش رنگ لباس دیا

وہ بچہ محض آٹھ سال کا تھا

کھیلنے کودنے کی عمر تھی، خوش قسمتی سے رہبرِ اعظم ﷺ کا خادم بن گیا

اُس نے علم سیکھا، رہبر کے ایک ایک عمل کی پیروی کی

رہبر کی ہر بات پر سرِ تسلیم خم کیا، ہر حکم پر لبیک کہا

اللہ نے اُسے وہ عزت، مرتبہ اور مقام دیا کہ لوگوں نے اُسے رشک کی نگاہوں سے دیکھا

رہبرِ اعظم ﷺ کی سینکڑوں احادیث اُس خادمِ خاص نے بیان کیں

جو آج بھی احادیث کی معتبر کتابوں میں محفوظ ہیں



دارُالسّلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک